

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی

(قسط ۵۹)

استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۸۳-۱۹۸۴ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ وگردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

حرمین شریفین کی زیارت اور عرب امارت میں دودن

رات ساڑھے سات بجے ہم ارض مقدس کے مطار جدہ پر اترے، ہمارا سرکاری دورہ مصر تک محدود تھا اب ہم واپسی میں اپنے طور پر عمرہ و زیارت مدینہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتے تھے مگر سعودی عرب (جو پاکستان کو ہر لحاظ سے اپنا حقیقی بھائی سمجھتا ہے) نے یہاں از خود ہمیں اپنا مہمان بنا لیا تھا اور قاہرہ چھوڑنے سے قبل پاکستانی سفیر کے توسط سے ہمیں باقاعدہ اسکی دعوت اور اطلاع بھی دیدی گئی تھی۔ جدہ انرپورٹ پر پاکستانی سفارت کاروں کے علاوہ سعودی شاہی پروٹوکول کے حضرات بھی موجود تھے جو پہلے ہمیں سیدھے جدہ کے شاہی مہمان خانہ قصر المؤتمرات و الضیافہ لے گئے جہاں وفد کو ٹھہرایا گیا میں نے قاہرہ سے احرام باندھ لیا تھا جبکہ باقی ساتھیوں کی رائے جدہ سے احرام باندھنے کی ہوئی۔ جب سب ساتھی احرام باندھ چکے تو ہمیں جدہ سے مسجد حرام لے جایا گیا۔ دس ساڑھے دس بجے رات ہم حرم شریف پہنچے، ہجوم نہیں تھا، بڑے اطمینان سے دو ڈھائی گھنٹہ میں طواف اور سعی سے فارغ ہوئے، احرام کھولا، کچھ دیر مزید حرم میں رہے۔ تین

بجے شب جدہ اپنے قیام گاہ واپس پہنچا دئے گئے۔

اللہ کے نیک بندوں کو کبھی خواب میں حرمین کی زیارت ہو جاتی ہے مگر ہم گنہگاروں نے تو گویا جاگتے میں ایک حسین اور مبارک خواب دیکھا کہ رات کے چند گھنٹے کعبۃ اللہ کے سایوں میں گزرے اور جب صبح آنکھ کھلی تو اپنے بستر پر تھے۔ دن کو ساڑھے بارہ بجے کے جہاز سے جدہ سے مدینۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم روانگی ہوئی۔ کوئی گھنٹہ بھر میں مدینہ طیبہ پہنچے، خیال تھا کہ ظہر کی نماز مسجد نبویؐ میں پڑھیں گے، مگر یہاں بھی سعودی میزبان موجود تھے جو اولاً ہمیں قصر الضیافتہ لے گئے، سامان اپنے اپنے کمرہ میں رکھوایا، وضو کیا اور اب ظہر کی بجائے عصر کی نماز مسجد الرسول میں نصیب ہوئی کہ وہاں ظہر زوال ہوتے ہی پڑھ لی جاتی ہے۔ باقی سارا دن اور رات کا کچھ حصہ جو ار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں رہے۔

دوسرا دن یعنی ۶ دسمبر کا سارا دن بھی مدینہ طیبہ میں نصیب ہوا، ظہر تک مشاہدہ زیارات پر حاضری ہوئی ظہر سے مغرب تک مسجد نبویؐ میں قیام رہا۔ مغرب کی نماز پڑھتے ہی باب السلام سے (جہاں پروٹوکول کی گاڑیاں منتظر تھیں) مطار مدینہ طیبہ پہنچے مدینہ طیبہ کے امین العام جو امیر مدینہ کے بعد دوسرے اہم شخص اور مدینہ طیبہ کے میئر ہوتے ہیں الوداع کے لئے موجود تھے۔

رات جدہ ٹھہرے اور سات دسمبر کو دو ڈھائی بجے دہی روانگی ہوئی، جہاز ظہران ٹھہر کر دہی پہنچا، تو عرب امارات میں موجود کئی فضلاء، علماء، احباب اور پاکستانی دوستوں کوائر پورٹ پر چشمہ براہ پایا۔ ان کی محبت و غلوں کے سایوں میں دو دن دہی میں اور دو دن ابو ظہبی، الشیخ، شارجہ میں قیام رہا یہ قیام جو اولاً دو دن کا میں نے بنایا تھا احباب کی بے پناہ محبت اور اصرار پر دو دن مزید بڑھ گیا جو پھر بھی نہایت مختصر تھا مگر کرم فراؤں نے ازراہ محبت ان ایام کا ہر لمحہ ایسا مصروف رکھا کہ مختصر وقت میں علماء و فضلاء اور پاکستانی احباب کی ایک بہت بڑی تعداد سے ملاقات ہو گئی گو وہ صرف اجتماعات میں خطاب کی حد تک رہی اور بسا اوقات تنگی وقت کی وجہ سے مصافحہ کا موقع بھی نہ مل سکا۔

ان تین چار ایام میں آٹھ دس تقریبات میں شرکت ہوئی اور تقریباً اتنی دفعہ خطاب بھی ہوا عرب امارات کا یہ پروگرام جوانہوں نے اپنے طور پر رکھا تھا اور وفد کے باقی ارکان جدہ ہی سے واپس ہوئے، دو چار دن کے باوجود وہاں کے علمی و دینی سرگرمیوں اور ہمارے علماء کرام کی جماعتی تگ و دو سے کافی حد تک تعارف کا موجب بنا۔ فضلاء تھانیہ، احباب اور علماء کرام نے جس گرمجوشی کا مظاہرہ کیا اس کا میں ہرگز اہل نہ تھا مگر علم اور دین سے جو برائے نام نسبتیں تھیں ان لوگوں نے دراصل اسکی قدر افزائی کی جس کا اجر اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرما دے۔ ۱۲ اور ۱۳ دسمبر کی درمیانی شب وطن واپسی ہوئی اور یوں دو ہفتے کا یہ سفر بخیر و عافیت ختم ہوا۔

بہر حال یہ مختصر اس سفر کا اجمالی بیان تھا۔ اگر قدرت نے توفیق دی تو ان شاء اللہ اپنے احساسات اور مشاہدات پر آئندہ فرصتوں میں روشنی ڈالنے کی سعی کروں گا۔
وطن عزیز میں کتوں کی نمائش یہود و نصاریٰ کی پیروی

وسط جنوری میں اسلامی مملکت پاکستان کے سب سے بڑے شہر میں نمائش ہوئی اخلاقی قدروں کی؟ جسمانی کمالات کی؟ اسلامی اوصاف و امتیازات کی؟ جی نہیں کتوں کی نمائش ہوئی منصف انگلینڈ سے آیا تھا جو کتا پرستوں کا قبلہ عقیدت ہے۔ ان کتوں کے مالکان بھی کوئی ہمہ شما اور بازاروں میں چیخنے چلانے والے چری بھنگی نہیں تھے بلکہ بڑے بڑے جفاوری اور یادش بخیر پہلے پیپلز پارٹی کے دماغ اور اب نام نہاد تحریک استقلال کے عقل کل اور صف اول کے قائد جناب جے اے رحیم جیسے لیڈر جو اپنی کتیا جولیانہ کیساتھ ایسے وابستہ ہو چکے ہیں جیسے تاریخ میں لیلیٰ مجنون اور شیریں فرہاد کو یاد کیا جاتا ہے۔ بیشتر کتوں کیساتھ انکی مالکین بھی تھیں اور اخباری اطلاعات کے مطابق ایک کتے نے اپنی مالکن کیساتھ برسر عام وہ حرکت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تصدیق ہو گئی کہ تم یہود و نصاریٰ کے ہر طریقہ کی پیروی کرو گے، گوہ کے بل میں وہ گھسیں گے تو تم بھی ایسا کرو گے اور بھرے راستوں میں کتوں اور سوروں کی طرح سفلی جذبات کی تسکین سے بھی نہیں شرماؤ گے۔ سور اور کتوں سے یہ عشق و محبت یہ مصاحبت اور معاشرت اگر ایسے لوگوں کے افکار و اذہان کیساتھ انکے اعمال و کردار بھی انہی جانوروں کے عادات و خصائل میں رنگ نہ جاتے تو یہ فطرت سے قطعاً بغاوت ہوتی۔ پھر افسوس ان لوگوں پر انہی کتا پرست انسان نما کتوں کی قیادت و سیادت کیلئے ”سیاست و جمہوریت“ کے خوشنما ناموں میں سرگرم عمل ہیں اور پھر اسے نام بھی جہاد اور قربانی کا دیتے ہیں۔

تلمیذ حضرت گنگوہی اکوڑہ خٹک کے معروف فقیہہ حضرت مولانا عبدالنور سحر وی کے نادر اسناد حضرت علامہ عبدالنور سواتی سحر وی کی زندگی کا بیشتر حصہ اکوڑہ خٹک میں گزرا، یہیں انتقال فرمایا آپ ان علماء ربانین میں سے تھے، جن کا تعلق دارالعلوم دیوبند کے طبقہ اولیٰ کے اکابر و مشائخ سے تھا، درس و تدریس کے ساتھ ساتھ رسم و رواج کے خلاف جہاد اور احیاء سنت کی جدوجہد ان کا خصوصی وصف رہا، میرے جد امجد الحاج مولانا معروف گل مرحوم بھی ان مساعی میں ان کے ساتھ تھے، ان کا علمی تبحر اور تعمق ان کی تصنیف کردہ رسائل سے ہو سکتا ہے۔

فروری ۱۹۸۴ء: حضرت مولانا مرحوم کو اکابر اساتذہ کی خصوصی شفقت حاصل تھی اور بعض اکابر نے

اپنے دست مبارک سے انہیں سند لکھ کر عطا فرمائی۔ الحمد للہ کہ یہ تحریرات اور متبرک نوادرات دست وبرد زمانہ سے بچ گئے اور احقر کے پاس موجود ہیں۔ پہلی تحریر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی کی ہے جس پر حضرت نے ۶ رمضان ۱۳۱۰ ہجری کی تاریخ ثبت فرمائی یہ سند بڑے پوسٹ کارڈ کی ۱۹ سطروں پر مشتمل ہے۔

سند اجازت از دست مبارک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد سيد الانبياء والمرسلين وآله واصحابه واتباعه اجمعين۔ الى يوم الدين اما بعد فيقول المفتقر الى رحمة ربه الصمد الفقير المدعو برشيد احمد الانصارى نسباً والجنجوهى موطناً تجاوز الله تعالى عن ذلله ومعائبه ورضى عنه وعن مشائخه ان المولى الوقور ذا الفضل الموفور محمد عبدالنور قد قرء على واستمع عندي الامهات الست المشهورة عند المحدثين المحتوية على الصحاح والحسان من احاديث الرسول السيد الامين الصحيحين للشيخين والجامع للترمذي والسنن لابي داود السجستاني والسنن للنسائي والسنن لابن ماجه القزويني رضى الله عنهم اجمعين وافاض علينا من بركاتهم وجمعنا معهم يوم الدين۔ فانا اجيزه ان يرويها عنى لانه اهل لذلك عندي واسأل الله لى وله ان يوفقنا لما يحب ويرضى و يجعل آخرتنا خيراً من الاولى ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم والصلوة والسلام على سيدنا محمد نبيه الكريم وآله واصحابه واتباعه ناصرى طريقه القويم حررته السادس من شهر رمضان سنة الف و ثلثمائة وعشر من الهجرة على صاحبها الوفاء صلوة ۱۳۱۰ھ والتسليمات والتحيه حرره المدعو برشيد احمد

خلاصہ مضمون

(حمد و صلوة کے بعد) آپ اپنے رب کی رحمت کا محتاج فقیر رشید احمد کہتا ہے کہ ذی وقار اور فضیلت مآب مولانا محمد عبدالنور نے مجھ سے صحاح ستہ احادیث پڑھیں، اور سنیں (آگے صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین کے نام ہیں) اب چونکہ یہ اس کے اہل ہیں تو میں انہیں ان تمام کتابوں اور احادیث کی اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے انہیں روایت کریں اور میں اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے اور اپنے لئے دعا کرتا ہوں کہ مرضیات کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری آخرت دنیا سے بہتر فرمادے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله والصلوة والسلام الخ

یہ تحریر میں نے ۶ رمضان ۱۳۱۰ ہجری کو لکھ دی الخ

حضرت گنگوہیؒ کا اپنے اس تلمیذ رشید سے جو تعلق خاطر تھا وہ صرف اس تحریری سند سے ظاہر نہیں ہو

رہا بلکہ اس کا ثبوت مولانا مرحوم کے کئی مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ تصانیف پر تقریظ کی شکل میں بھی ہو رہا ہے۔ مولانا نے اشارہ کے سنت ہونے کے بارہ میں ایک بڑا عالمانہ اور مدلل رسالہ عین البشارة فی تسنن الاشارة رد ارباب البطالة^(۱) کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ اس کے اخیر میں مشاہیر علم و فضل کے نظم و نثر میں زور دار تقریظ ہیں۔ اس رسالہ کی تمہیدی حصہ میں مولانا نے تسوید و تالیف رسالہ کے ضمن میں اکوڑہ خٹک کا ذکر جس انداز میں فرمایا ہے۔ اس سے اس دور میں بھی اس بستی کے علم و فضل کے لحاظ سے اہمیت ظاہر ہوتی ہے فرماتے ہیں:-

وتسويد ها في قریتی اللتی هی مرکز حنفاء الاسلام و مرقد اکابر الصوفیه الکرام سیمًا
السادات العظام انار الله مضاجعهم ومتع الناس ببر کاتهم الی يوم التناد
اس رسالہ کی تسوید میرے گاؤں (اکوڑہ) میں ہوئی۔ جو حنفاء اسلام کا مرکز اور اکابر صوفیاء کرام کی
آخری خواب گاہ ہے۔ بالخصوص سادات عظام کی اللہ ان کی قبروں کو روشن کر دے اور دنیا کو ان کی برکات
سے قیامت تک بہرہ ور کرتا رہے۔

بہر حال اس کتاب کے صفحہ ۹۷ پر حضرت گنگوہیؒ کی تقریظ ان مختصر جامع الفاظ میں موجود ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم۔ حامداً ومصلياً ما احسن ما اجاد فقد حقق واتقن ما اراد وما افاد جزاه الله
تعالى خیر الجزاء حیث احیى سنة خیر الخلائق و افضل العباد صلى الله تعالى عليه وعلى آله
واصحابه واتباعه اجمعين الی يوم التناد۔ حرره العبد الراجی رحمة ربه الصمد المدعو برشید احمد
تحریری سند مبارک حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى لا شريك له ولا نظير ولا ولى لنا غيره ولا نصير واصلى واسلم على رسوله البشير
النذير، وعلى آله واصحابه اساطين الملة واركان الشريعة بلانكير اما بعد فان اخى فى دين الله
الغفور الشكور المولوى محمد عبدالنور فقد قرء على من كتب التفسير الجلالين والبيضاوى ومن
كتب علم الكلام شرح المواقف ومن كتب علم العروض المفتاح ومن كتب علم البيان والمعانى
المختصر والمطول للعلامة التفتازانى وقد قرء جميع العلوم عندنا من العلماء الكرام فاجيزه ان

(۱) کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہے کہ سنت سنیہ اور مذہب حنفیہ کے اظہار کے لئے یہ رسالہ مزیل الشبہات فی تبطل
الاشارات نامی کتاب کے رد میں لکھا گیا ہے۔ مطبع گوپال راؤ ناگپور ہے اور سن طباعت ۱۳۱۶ مطابق ۱۸۹۹ء ہے۔
۱۰۰ صفحات ہیں ۹۷ صفحات پر موضوع سے بحث کرتا ہے اس کے بعد نین چار صفحات تقاریر ہیں۔ آخر میں القول
الجدید فی اثبات التقليد کے نام سے مولانا کا مختصر مقالہ بھی ہے۔ (سمیع الحق)

یدرس جميع العلوم العقلية والنقلية فانه مع جودة ذهنه بذل جهده في تحصيل العلوم كلها و اوصيه كما اوصى نفسه بالتقوى في السر والنجوى واد عواله والفلاح و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين فقط حردة محمود حسن ، مدرس اول مدرسه ديو بند مورخه ۳ رمضان المبارك ۱۳۱۵ھ خطبه مسنونه اور حمد و صلوة کے بعد میرے دینی بھائی مولوی محمد عبدالنور نے مجھ سے علم تفسیر میں جلالین و بیضاوی علم الکلام میں شرح مواقف علم عروض میں عروض المفتاح اور علم بیان و معانی میں مختصر المعانی اور مطول للعلامة تفتازانی پڑھیں۔ اسی طرح تمام علوم ہمارے ہاں علماء کرام سے پڑھیں۔ پس میں انہیں تمام عقلی اور نقلی علوم کے تدریس کی اجازت دیتا ہوں اس لئے کہ انہوں نے اپنے ذہن رسا، کے باوجود تمام علوم کی تحصیل میں اپنی پوری جدوجہد خرچ کی اور اپنے نفس کے ساتھ ساتھ انہیں بھی وصیت کرتا ہے کہ خلوت و جلوت میں اللہ سے ڈرتے رہیں اور ان کی صلاح و فلاح کی دعا کرتا ہوں۔

تحریری سند مولانا محمد اسحاق الہ آبادی

بسم الله الرحمن الرحيم

البارع الاعز الوقر المولوی محمد عبدالنور قد قرء لدى من المنطقيات شرح المطالع و شرح السلم للقاضی و حمد الله و من الامور العامة من حاشية السيد الزاهد على المواقف قدر ما كفاه و من الطبيعات الصدر و الشمس البازغة و من الاصول مسلم الثبوت والتلويح و من الكتب الادبيه كتاب للمقامات الحریری و الحماسه و المتنبي و سبعة المعلقه و قصيدة البردة و بانث سعاد و من الهيئة شرح چغمنی و من الهندسة تحرير اقليدس و لله در هذا الاعز الفاضل فقد، جد في التحصيل و جاد و بلغ ببذل جهده و رقد تميزه وجوده نحويته و صرفيته بكل فن قصده و اراد الفقير الخاطي الناس محمد فاروق الحنفی - كتبة: الاحقر محمد اسحاق الہ آبادی عفی عنه

محترم معزز ذی وقار مولوی عبدالنور نے مجھ سے علم منطق میں شرح مطالع شرح مسلم للقاضی و حمد اللہ امور عامہ حاشیہ زاہد علی المواقف کا معتد بہ حصہ پڑھا۔ اسی طرح علم فلسفہ میں صدر اور شمس بازغہ اصول فقہ میں مسلم الثبوت اور تلوتح۔ ادب عربی میں مقامات حریری حماسہ، متنبی، سبعة معلقہ، قصیدہ بردہ، قصیدہ بانث سعاد اور علم ہیئہ میں شرح چغمنی علم ہندسہ میں تحریر اقلیدس پڑھیں۔ اللہ جزائے خیر دے۔ اس فاضل اجل کو کہ انہوں نے تحصیل علم میں بڑی سعی اور خوب محنت کی۔ اپنی کوششوں ذہانت اور علمی استعداد صرف و نحو کی صلاحیتوں سے ہر فن میں کمال حاصل کیا ہے۔

تحریری سند حضرت مولانا محمد فاروق العباسی (۱)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الحكيم الخبير العليم القدير والصلوة والسلام على رسوله البشير النذير اما بعد فلما قرء على عدة من الكتب الدراسية المشتملة على الفنون الادبية والمعارف العقلية والنقلية الشرعية الفطن (؟) الذكي والحبر الذمير الكمي العسوال الوقور المولوى سيد محمد عبدالنور سلمه الله وايده بما يحبه ويرضاه اعنى بما شرح السلم لحمد الله ولوامع الاسرار وشرح مطالع الانوار والشمس البازعة وشرح هداية الحكمة لصدرا والمقامات للحريزى والمسلم وقلیدس (بعد حمد و صلوة) جب کہ زیرک و ذہین اور بہادر با کمال صاحب علم و فضل مولوی عبدالنور نے مجھ سے اسلامی علوم و فنون علوم عقلیہ و نقلیہ شرعیہ کی کئی اہم کتابیں پڑھ لیں۔

مولانا سمیع الحق کی طرف سے صدر پاکستان کو قادیانی، لاہوری احمدیوں کے روک تھام کیلئے صدارتی آرڈیننس کے اجراء کے بعد مزید عملی کاموں کی تجاویز:

- ۱۔ تمام کلیدی بالخصوص فوج کے اہم مناصب سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔
- ۲۔ ملک کے اندر اسکی تنظیموں، سرگرمیوں، مراکز، دفاتر بالخصوص ہیڈ کوارٹر پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔
- ۳۔ اس کے تمام تحریری دستاویزات اور لٹریچر کی پڑتال کی جائے اور اس آرڈیننس کی زد میں آنے والی ہر مطبوعہ غیر مطبوعہ تحریر کو ضبط کر لیا جائے۔
- ۴۔ ساری دنیا میں پاکستانی سفارتخانوں اور خارجہ امور سے وابستہ اداروں سے قادیانیوں کی مکمل تطہیر کی جائے۔
- ۵۔ بیرون ملک پورے عالم اسلام کو اس اقدام کی اہمیت سے آگاہ اور عالم اسلام سے ایسے ہی اقدامات اور تقاضوں کی تکمیل کی اپیل کی جائے۔

(۱) بظاہر اس سے مشہور علامہ چڑیا کوئی مراد ہیں۔ اگر ایسا ہے تو مولانا کے مختصر حالات یہ ہیں۔ آپ چڑیا کوٹ میں پیدا ہوئے منطق و ہتہ کی کتابیں مولوی عنایت رسول و شیخ معمر اور مولانا رحمت اللہ نور اللہ لکھنوی سے پڑھیں اور فقہ و اصول کی کتابیں مفتی محمد یوسف لکھنوی سے مدرسہ امامیہ حنفیہ جو پنور میں پڑھیں۔ اس کے بعد حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ واپسی میں ملک کے مختلف اطراف میں تدریس شروع کی۔ آخری عمر میں دارالعلوم لکھنوی میں تدریس پر فائز ہوئے۔ عربی اور فارسی میں بہترین شاعر تھے۔ کئی رسالوں کے مصنف بھی ہیں۔ ۱۳ شوال ۱۳۶۷ھ کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

- ۶۔ اپنے سفارتخانوں اور علمی و دینی تنظیموں کے ذریعے غیر مسلم دنیا میں اس فرقہ کی سرگرمیوں اور منصوبوں اور ہر طرح کی نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔
- ۷۔ اس فیصلہ کے خلاف بیرونی دنیا کو گمراہ کرنے والے قادیانی اور مغربی پروپیگنڈہ کا مؤثر اور بھرپور جواب دینے کے انتظامات کئے جائیں۔
- ۸۔ مرزائیوں کی درپردہ نیم فوجی قسم کی تنظیموں اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔
- ۹۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں مذہب کی نشاندہی کے فوری انتظامات کئے جائیں تاکہ کوئی قادیانی ”مسلمان“ کے روپ میں عالم اسلام بالخصوص عالم عرب کو ملازمتوں کے سہارے قادیانی ریشہ دوانیوں کا مرکز نہ بنا سکے اور اگر کوئی قادیانی ہے تو قادیانی تشخص کے ساتھ سامنے آتا رہے۔
- ۱۰۔ آئندہ کیلئے کفر و ارتداد کے اس سلسلہ خبیثہ کے تذکرہ کیلئے لازمی ہے کہ اسلام کی سزائے ارتداد نافذ کی جائے۔
- ۱۱۔ اس بات کے خود قادیانی لٹریچر سے تحریری شواہد موجود ہیں کہ قادیانی مرکز اسرائیل میں قائم ہے اور اسکے روابط ربوہ سے ہیں۔ قادیانی ”مبلغین“ اسرائیل جاتے ہیں اگر براہ راست نہیں تو یہاں سے برطانیہ مارشیش جزائر، نائیجیریا اور دیگر افریقی ریاستوں اور یورپی ممالک کے نام پر اور پھر وہاں سے اسرائیل چلے جاتے ہیں ایسے نام نہاد ”مبلغین“ کے تبلیغی دعوتی اسفار پر مکمل پابندی لگائی جائے یہ کتنی شرم اور افسوس کی بات ہے کہ ایک جمہوریہ اسلامیہ کا زرمبادلہ لیکر وہ باہر جا کر اسلام اور نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت پھیلائیں اور اسلام دشمن عقائد کا پرچار کر کے بے خبر انسانوں کو اپنے دجل و فریب کے دام نزویر میں پھنساتے رہیں اور پاکستانی زرمبادلہ سے وہ نہ صرف پاکستان بلکہ عالم عرب کے خلاف اسلام دشمنی کا دھندہ جاری رکھیں۔
- ۱۲۔ ربوہ کے مرزائی تحریک کی معاشی عمارت سادہ لوح اور خوشی عقیدگی کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے پیر و کاروں کے مالی اور اقتصادی استحصال پر قائم ہے وہ ایسے جال میں پھنسے ہوئے ہیں کہ اپنے خون پسینہ کی کمائی لازماً انہیں مرزائی پاپائیت کی نذر کرنی پڑتی ہے۔ بسا اوقات اس استحصالی شکنجہ اور معاشی و سماجی ڈھانچہ سے رہائی ان مجبور و بے بس پیر و کاروں کیلئے ناممکن ہوتی ہے۔ وہ مجبوراً اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اور بعد از مرگ ساری جائیداد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کے نام منتقل کرتے رہتے ہیں۔ ایسی بہت بڑی جائیداد مرزائی سربراہ کے نام ہے اور یہاں کی معاشی

افراق فری میں اس معاملے کا ایک بڑا حصہ ہے۔ مرزائیوں کے استحصاں پھٹکنڈے ہین جن پراز سرنونظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس سے نہ صرف مسلمان مطمئن ہوں گے بلکہ قادیانی استحصاں کا شکار قادیانی فرقے کے لوگ بھی نجات پا کر اپنے مذہب اور عقیدہ کے بارہ میں از سرنو آزادانہ فیصلہ کر سکیں گے۔ واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل

آہ! حضرت ناظم صاحب

حیف صدحیف کہ ۸-۹ مئی ۱۹۸۴ء مطابق ۶-۷ شعبان ۱۴۰۴ درمیانی شب کو ایک ایسے خادم دین متین نے ہم حرمان نصیبوں کو داغ جدائی دیا کہ جس کی زندگی کا دو تہائی حصہ گلشن علوم نبوت دارالعلوم حقانیہ کی آبیاری اور اس چمنستان قرآن و سنت کی آرائش و زیبائش میں صرف ہوا، دارالعلوم کے تقریباً ۴۰ سالہ زندگی کے ہزاروں فضلاء اور طلباء کی آرام و راحت، تعلیم و تربیت اور خدمت میں جن کے جسم کا رُواں رُواں مصروف لیل و نہار رہا، اور جو اس شجر طوبی کے اولین مالی اور اس کارگاہ علم و فضل کے اساسی ناظم تھے۔ کمالات کا دارالعلوم سے معمولی تعلق رکھنے والا ہر ہر فرد بھی نہ صرف معترف رہے گا بلکہ ان شاء اللہ یوم الاشہاد میں بارگاہ احکم الحاکمین میں شہادت سے بھی دریغ نہیں کرے گا کہ اے اللہ تیرے اس زار و زار نحیف و ناتواں بندہ نے تیرے دین کے اس خادم ادارہ کی تعمیر و ترقی میں زندگی کی ساری قوتیں اور توانائیاں، بے دریغ لٹا دیں۔ تیری رحمت لا یشاہی سے کیا بعید ہے کہ اس ”شہید دارالعلوم“ کو آج شہداء و صدیقین کے لئے مخصوص انعامات سے نوازا جائے۔

مرحوم ناظم صاحب اپنی بے لوث خدمات اور بے ریا کردار کی وجہ سے علمی و دینی حلقوں اور بالخصوص دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ حلقے میں بے حد مقبول و محبوب تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے جنازہ میں نہ صرف علاقہ بھر بلکہ سرحد کے دور دراز سے صلحاء علماء، مشائخ اور طلبہ علوم دینیہ اور ہزاروں مسلمان فوراً پہنچ گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے مخلوق کا سیلاب تھا جو اُمد آیا۔ ہر شخص تجہیز و تکفین اور آخری دیدار کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ سب نے نماز عصر جامع مسجد دارالعلوم میں ادا کی۔ اکابر کے مشورہ سے آپ کے جنازہ کو گھر سے لا کر دارالعلوم کے صحن میں دارالحدیث کے سامنے رکھ دیا گیا۔ لوگوں کے بے پناہ ہجوم کے باوجود اکثریت نے آخری دیدار کی سعادت حاصل کر لی۔ بہت سے حضرات مشرقی و مغربی درسا گاہوں کی چھتوں پر چڑھ کر آخری دیدار کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

ادھر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو مسجد سے عید گاہ پہنچا دیا گیا تھا۔ جہاں پہلے سے لوگوں کا ایک بہت

بڑا ہجوم جنازہ کا منتظر تھا۔ آخری دیدار کرا لینے کے بعد آپ کا جنازہ عید گاہ میں لایا گیا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دارالحفظ کے سامنے نئے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی اور اس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت ناظم کی ایک دیرینہ تمنا پوری کر دی۔ کیونکہ جب اس نئے قبرستان کی تعین ہوئی تھی تو حضرت ناظم صاحب نے فرمایا تھا۔ کاش! اس نئے قبرستان میں مجھے بھی جگہ مل جائے اور اب جہاں مدفون ہیں کچھ عرصہ قبل یہ خواب دیکھا تھا کہ آپ کے مدفن کے متصل دارالحفظ سے آسمان تک نور کی شعاعیں ابھر رہی ہیں۔

جب تدفین سے فراغت ہوئی تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے عید گاہ کی دیوار پر آپ کی آخری آرام گاہ کے سرہانے دو آدمیوں کے سہارے بیٹھ کر مختصر خطاب فرمایا اور حضرت ناظم صاحب مرحوم کو دارالعلوم کی عظیم خدمات کے سلسلہ میں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

شیخ الحدیث کا ناظم صاحب کو خراج تحسین

مولانا سلطان محمود ہمارے اچھے رفیق، اچھے ساتھی اور بہت دیانتدار تھے۔ آج جو آپ کو دارالعلوم کے وسیع شعبہ جات اور خدمات نظر آتے ہیں اور بہت سے امور میں جو حضرت ناظم صاحب اور ان کے رفقاء کے خلوص، للہیت، تقویٰ، دیانت اور امانت کی برکتیں ہیں۔ دارالعلوم کو صرف علاقہ سے نہیں سارے ملک اور ملت سے واسطہ رہتا ہے اور رکھنا پڑتا ہے۔ ناظم صاحب نے یہ واسطہ بڑے احسن طریقہ سے نبھایا۔ مرحوم کی وفات ہمارے لئے دارالعلوم حقانیہ، اساتذہ، طلبہ اور تمام وابستگان کیلئے ایک بہت بڑی مصیبت ہے، اللہ پاک اس کے بدلے صبر اور صابریں کا اجر عطا فرمادے۔ دینی مدارس کا تو اللہ محافظ ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: ۹) خدا تعالیٰ جس سے چاہتا ہے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔ ہمارے ناظم صاحب سے خدا نے دین کی خدمت لے لی، بڑے خوش نصیب تھے جن کو خدا نے اتنی عظیم خدمت کیلئے چُن لیا تھا۔ ناظم صاحب کی خوبیاں، کمالات اور خدمات ہمارے بیان سے باہر ہیں۔ بہر حال کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام، ہم اللہ تعالیٰ کے امر پر راضی ہیں اور صابر ہیں۔ آپ سب کو خدا کے امر پر راضی رہنا چاہیے۔ دارالعلوم کی ہمہ گیر دینی خدمات یہ سب حضرت ناظم صاحب کیلئے صدقہ جاریہ ہیں۔ مرحوم نے دارالعلوم کی بڑی خدمت کی، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ناظم صاحب سے راضی ہو جائے اور انکی قبر کو جنت کے باغوں میں سے باغ بنادے۔ آمین

قبر کے سرہانے مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی اور پانکی مولانا عزیز الرحمان فاضل حقانیہ راولپنڈی خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا شکرؔ نے تلاوت فرمائی۔

دور دراز علاقوں سے علماء و مشائخ کے علاوہ عمائدین، شرفاء اور معززین تعزیت کے سلسلہ میں دارالعلوم تشریف لا رہے ہیں۔ ملک بھر سے مدارس عربیہ بالخصوص فضلاء حقانیہ نے ختم کلام پاک اور ایصال ثواب و دعائے مغفرت کی اطلاعات دیں، اور تعزیتی خطوط بھیجے۔ افغان مجاہدین کے مرکزی قائدین اور بڑے بڑے وفود بھی تشریف لاتے رہے ہیں۔

تقریب ختم بخاری:

۳ مئی شعبان ۱۴۰۴ھ کو دارالعلوم میں ختم بخاری کی تقریب منعقد ہوئی۔ تاریخ کی تشہیر نہیں کی گئی مگر پھر بھی یہ اطلاع پھیل گئی تھی اور مخلصین و متعلقین اور قرب و جوار کے علماء و فضلاء کا ایک بڑا مجمع بن گیا۔ عصر کے بعد دارالعلوم کی مسجد میں ختم بخاری ہونا تھا جب کہ اس سے قبل دارالحفظ و التجوید کے طلبہ کی اپنے اساتذہ کی نگرانی میں ایک تربیتی نشست ہوئی جس میں حفظ و قرأت کے علاوہ ان طلبہ کے درمیان اردو، فارسی اور عربی میں تقریریں اور مکالمے ہوئے، باہر سے آئے ہوئے مہمان طلبہ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے مظاہرے اور اساتذہ کی تعلیم و تربیت سے حد درجہ متاثر ہوئے اور دینی و روحانی حظ حاصل کیا۔

نماز عصر کے وقت حضرت شیخ الحدیث مدظلہ تشریف لائے۔ پہلے دارالحفظ سے اس سال حفظ مکمل کر لینے والے طلبہ کی دستار بندی ہوئی اور ان میں دارالعلوم کی جانب سے حفظ کی سندات تقسیم کی گئیں۔

حضرت شیخ الحدیث اور اکابر اساتذہ اپنے ہاتھوں سے طلبہ کے سر پر پگڑی باندھتے اور سند عطا فرماتے اس کے بعد شیخ الحدیث مدظلہ نے صحیح بخاری کی آخری حدیث کا مفصل درس دیا۔ الوداع ہونے والے دورہ حدیث کے طلبہ کو نصائح اور مستقبل کی ذمہ داریوں سے متعلق خصوصی ہدایات دیں۔ گھنٹہ سوا گھنٹہ کے اس خطاب کو احقر نے اسی وقت قلم بند کر لیا ہے۔ نماز مغرب کیلئے تھوڑا وقت باقی تھا کہ یہ مبارک تقریب اختتام کو پہنچی۔